ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

# اسلام کی معاشی اقدار و معاشرتی اخلاقیات جدید ذرائع معاش کے تناظر میں

# *THE SOCIO – ECONOMIC VALUES OF ISLAM WITH REFERENCE TO MODERN MEANS OF EARNING*

***[1]Osama Fakhruddin Shaikh[1]   [2]Dr. Muhammad Ishaq[2]***

***Abstract:***

*The impact of Islamic Values and Etiquettes are well observed as perfectly obvious and crystal clear because it provides the only ,valid and Divine Law which is naturally designed for Human Society and as this Divine law is claimed to be*

*"Fitrat Āllah īllati Fataran Ñasa ālaihi" ( Islam the built-in software, upon which all Human are Programmed from day one) So it simultaneously happens to be valid and can be applied in any Era.*

*The following research article encompasses the Social and Economical values of Islam in context of Newly introduced ways of earning especially in this exclusively Modern Era such as HONESTY , TRANSPARENCY , LAWFULNESS & BENEVOLENT for the society*

*Therefore the given piece of knowledge beautifully discusses the compactness and Harmony of Islam with the Modern Day occupations endorsing its contention which claims its validity in each Era and every stage of Life.*

اسلام مذاہب عالم میں سے وہ اکیلا اور انوکھا دین ہے کہ جو نوع انسانی کو کسی بھی موقع پر، معاشرے کی کسی بھی ضرورت میں بغیر راہ نمائی کے نہیں چھوڑتا گویا یہ اسلام ہی کا طرہِ امتیاز ہے کہ اس میں زندگی کے تمام تر مراحل اور مواقع سے متعلق راہ نمائی موجود ہے اور اس کی یہ ہمہ گیریت اور جامعیت ہر دور میں مسلّم رہی ہے اور یہی اس کا معجزہ ہے اور یہی اس کے خدائے بزرگ و برتر کے انسانیت کے لیے "آخری و حقیقی طرزِ زندگی" کے انتخاب کی برھان بھی ہے۔ اسی لیے اس نے اس "ضابطہ حیات" کو اپنے مستند ترین کلام میں یوں متعارف کروایا:

" فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَـلۡقِ اللّٰهِ ؕ "[3]

مفہوم: "پس تم ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کے دین کیلیئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کا پیدا کیا ہوا دینِ فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو تخلیق کیا۔ اللہ کے تخلیق کردہ میں کوئی تبدیلی نہیں"

چنانچہ یہ بات تو بلکل واضح طور پر سمجھی جاسکتی ہے کہ رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے خدا کا منتخب کردہ "فطری" نظامِ حیات اسلام کے علاہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا، اور جب یہ بات تسلیم کرلی جائے، تو اس بات کا انکار بھی ممکن نہیں کہ جدید دور میں، جدید پیشوں اور ان کی فروعی پیچیدگیوں اور عصری مسائل کے حوالے سے اسلام کوئی راہ نمائی اور حل فراہم کرنے سے قاصر رہے۔

واضح رہے راقم کی لفظ راہ نمائی سے مراد محض یہ نہیں کہ کسی بھی امر کو جائز یا ناجائز قرار دے دیا جائے بلکہ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ جن امور میں قرآن و حدیث سے بعینہ کوئی واضح ہدایات موجود نہیں ان میں خوب غور وخوض کرنے کے بعد "الاصل فی الاشیاء مباح" کے اصول کے تحت حتی الامکان ان کے جواز کی شکلیں پیش کی جائیں اور اگر

---

[1] • Ph.D Scholar –Dept of Usool ud din, University of Karachi
•Lect. Islamic Studies - Bahria University of Health Sciences
Shykh.osama92@gmail.com

[2] • Dr. Muhammad Ishaq
Assistant Prof Dept of Usool ud Din, University of Karachi
ishaqalam@uok.edu.pk

[3] القرآن، سورۃ الروم آیت : ۳۰

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

جواز کا راستہ ممکن نہ ہوں تو اس کا کوئی متبادل تجویز کیا جائے۔ لھذا قرآن بے شک پندرہ صدیوں قبل "محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم" پر نازل ہوا ہو مگر اس کی اخلاقیات، معاشی و معاشرتی قدریں ہر دور کے لوگوں کے لیے رہبر اور مشعلِ راہ ثابت ہوتی رہیں۔

چنانچہ مذکور الصدر تمہید کے بعد اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ خالقِ کائنات نے خود اِس دین کو وہ "فطری نظامِ حیات" قرار دیا ہے کہ جس پر اس نے انسانیت کی تخلیق کی بنیاد رکھی ہے لہذا دین اسلام کا کوئی پہلو انسان کی فطرت اور اس کے مفاد کے بر خلاف نہیں ہوگا، اور اسلام کی تمام تر تعلیمات عینِ فطرت بلکہ انسانیت سے قریب تر ہوں گی جبکہ دوسری طرف یہ بھی لازماً مسلمہ حقیقت تصور کی جائے گی کہ جو معاملات اس کے کنبے کے لیے ضرر رساں ہوں گے وہ خلافِ فطرت بھی ہوں گے نیز دینِ اسلام کی روسے بھی ناجائز اور حرام قرار پائیں گے۔ چنانچہ اسی تمہید پر اساس رکھتے ہوئے زیر نظر تحقیقی مقالے میں جدید دور کی مناسبت سے نئے متعارف شدہ ذرائعِ معاش کے تناظر میں اسلام کی پیش کردہ معاشی قدروں اور اخلاقی معیارات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی بحث قلم بند کی جارہی ہے۔

۱. حلال وحرام کی تمیز اور احساس جوابدہی:

حلت وحرمت کا معاملہ اسلام میں بہت نزاکت رکھتا ہے، اور اس کا دار و مدار اسلام اور شارعِ اسلام یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع کردہ ان شرعی اصولوں پر ہے جو قرآن وحدیث سے اخذ کیے گئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تقوی اور پرہیز گاری یعنی اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے اور اس کو جوابدہی کا احساس یہ ایک مسلمان کی زندگی کا جزوِ لاینفک ہے خاص طور پر معاش کے معاملے میں تو اس کی سنگینی اور بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

"یاایھاالناس کلواممافی الارض حلالاطیباولاتتبعواخطوات الشیطان"

مفہوم: "لوگوں! زمین میں جو کچھ حلال اور پاکیزہ اشیاء ہیں ان میں سے کھاؤ"[4]

ایک اور جگہ ارشد ربانی ہے:

"وکلوامما رزقکم اللہ حلالاطیباواتقوااللہ الذی انتم بہ مومنون"[5]

مفہوم: "اور اللہ نے جو تمہیں حلال وپاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو"

اسلام میں حلال مال سےء اصل کیا گیا لقمہ پیٹ میں ڈالنے کی اتنی زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ بعد از ایمان سب سے اہم فریضہ ہی "کسبِ حلال" ٹھہرا ہے اور حرام نوشی اور لقمہ حرام سے نشو نما پانے والے انسانی اجسام کو "آگ کا مستحق" قرار دیتے ہوئے سخت ترین وعیدیں لاگو کی گئی ہیں۔ جیسا کہ زخیرہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

"وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکلُّ لَحمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ أَوْلَی بِہِ"[6]

مفہوم: "جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حرام سے پرورش پانے والا گوشت، جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور حرام سے پرورش پانے والا ہر گوشت جہنم کی آگ ہی اس کی زیادہ حق دار ہے"

» جدید پیشوں پر اطلاقات:

مذکور بالا آیاتِ قرانیہ واحادیثِ نبویہ کا اطلاق جدید پیشوں پر بھی ہوتا ہے کہ جس میں "عامل" کو اس بات کا دھیان رکھنا از حد ضروری ہے کہ وہ جس بھی جدید معاشی ذریعہ آمدن کا انتخاب کر رہا ہے وہ کسی حرام امر سے آلودہ نہ ہو۔ مثلاً: حرام اشیاء شراب، یا دیگر محرمات کے لیے ویب سائٹ بنا کر نہ دے یا ایسے تشہیری پوسٹرز کی "ڈایزائنگ" نہ کرے جس میں غیر شرعی امور کی ترویج کی جارہی ہو، اسی طرح ایسے مواقع پر اپنی "ڈیجیٹل خدمات" پیش نہ کرے جو یقینی طور پر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہچانے کے درپے ہوں۔ اسی طرح اس کو ہر وقت تقوٰی اور خوفِ خدا مستحضر رہنا چاہیے کہ جو بھی کام میں کر رہا ہوں اس سے میرا پروردگار خوش ہوگا یا یہ اس کی ناراضگی کا سبب بنے گا۔

---

[4] القرآن، سورۃ البقرۃ آیت : ۱۶۸

[5] القرآن، سورۃ المائدہ، آیت: ۸۸

[6] خطیب تبریزی ، مشکوۃ المصابیح ، کتاب البیوع ، ج:۲ ، حدیث : ۲۷۷۲ ط:مکتبۃ البشری -کراچی -۲۰۱۵

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



۲. زندگی کا اصل فلسفہ "انفع للناس" ہونا ہے:

دینِ محمدی کی ایک اہم ترین قدر "النصح لکل مسلم" کا فلسفہ ہے یعنی ہر شخص کے ساتھ "خیر خواہی" کا رویہ رکھنا۔ حضرت جریر ابن عبد اللہ البجلیؓ کا گھوڑا خریدنے کا مشہور واقعہ کتبِ حدیث میں مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے ذاتی غلام سے سواری کے لیے ایک مناسب گھوڑا خرید کر لانے کا حکم دیا چنانچہ وہ تین سو درھم میں ایک اعلیٰ قسم کا عمدہ گھوڑا خرید لایا۔ لیکن حضرت جریرؓ نے اس کے مالک کو واپس بلوا کر اس سے کہا: آپ کا گھوڑا تین سو درھم سے کہیں زیادہ کا ہے، آپ یا تو گھوڑے کی نسل سے واقف نہیں ہیں یا پھر انتہائی مجبوری میں یہ گھوڑا بیچ رہے ہیں، پھر بتدریج ۱۰۰، ۱۰۰ درھم بڑھاتے رہے یہاں تک کہ گھوڑے کی قیمت آٹھ سو درھم تک پہنچا دی، بائع اور آپ کا خادم دونوں ہی ان کے اس طرح معاملہ کرنے پر حیران تھے، جس کی آپ نے توضیح یوں فرمائی کہ میں نے میں نے اپنے حبیب ﷺ سے اس بات پر اسلام کی بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان سے "خیر خواہی" کروں گا۔

"حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرًاؓ يَقُولُ: "بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ"[7]

مفہوم: "ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا کہ میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے مجھ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط پر بیعت کی تھی"

» **جدید اطلاقات:**

مذکورہ الصدر اثر صحابی سے لوگوں کے ساتھ ہر حال میں مخلص رہنے کی معاشرتی قدر کا اطلاق جدید پیشوں کے تناظر میں یوں کیا جا سکتا ہے کہ اپنی خدمات کا "پیش کار" ہر صورت میں اپنے "کلائنٹ" کے ساتھ خیر خواہی کی نیت رکھے اور یہ خیر خواہی نہ صرف دنیاوی اعتبار سے ہو، بلکہ اخروی بھی ہو۔ مثلاً: "شریعہ کنسلٹنسی" کے شعبہ میں محض مالی اساس پر مشورہ نہ دے بلکہ ہر پہلو سے وضاحت کے ساتھ حل مخلصانہ مشورہ دے، اسی طرح "میڈیکل فیلڈ" میں بلا وجہ ٹیسٹ لکھ کر دینا یا کم قیمت اور پہلے سے میسر دواؤں کے بجائے گراں قدر دوائیں تجویز کرنا یہ اسلام کی تعلیم کردہ اس بنیادی اخلاقی رویے کے منافی ہے جو نبی اقدس ﷺ نے ہمیں مذکور الصدر واقعے کے واسطے سے تعلیم فرمایا ہے۔

جیسا کہ ایک اور روایت میں آتا ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ وَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ فَقَالَ: "أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ، أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ"[8]

مفہوم: "ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کی، اے اللہ کے رسول، اللہ کے ہاں محبوب ترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین وہ ہے، جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے"

اسی سے ملتے جلتے مفہوم کی ایک اور روایت میں آتا ہے:

"وَعَنْ أَنَسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ"

مفہوم: "عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مخلوق اللہ کی عیال (زیر کفالت) ہے، اور مخلوق میں سے وہ شخص اللہ کو زیادہ پسند ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرتا ہے"[9]

---

7 امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الشرائط، باب ما یجوز من الشروط فی الاسلام و الاحکام و المبایعۃ، ج:۱، ط: مکتبۃ البشری – کراچی -۲۰۱۷

8 امام منذری، ذکی الدین، الترغیب والترہیب، رقم الحدیث: ۲۶۲۳،ط: دار الکتب العلمیہ – بیروت -۱۹۹۶

9 خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، ج: ۲، رقم الحدیث: ۴۹۹۸، ط: ایضاً ص: ۲

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

۳. امانتداری اور شفافیت:

شفافیت اور دیانت دارانہ رویہ اسلامی معیشت کا سب سے ممتاز طرہ ہے کہ جس کے بغیر کوئی معاشی لین دین جائز ہو ہی نہیں سکتا۔ کوئی بھی دور ہو آدمی کے "کسب" کا حلال اور جائز ہونا اسی پر منحصر ہے تبھی آنحضرت ﷺ نے دیانت دار تجار کو اتنی عظیم المرتبت فضیلت سے ہم کنار فرمایا کہ ایسے تاجروں کو بروز قیامت انبیاء، شہداء اور صدیقین کی معیت حاصل ہوگی۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"

مفہوم: "ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا"[10]

جہاں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے، ساتھ ہی اس اخلاقی قدر سے روگردانی پر وعید بھی بڑی سخت آئی ہے گویا کہ یہ اسلامی معیشت اور کسبِ معاش کا لازم اور فرض درجے کی اخلاقی قدر گردانی جاتی ہے۔

"عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!" حَتَّى إِذَا اشْرَأَبُّوا. قَالَ: "التُّجَّارُ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا، إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللَّهَ، وَبَرَّ، وَصَدَقَ"[11]

مفہوم:

"اسماعیل بن عبید بن رفاعہ نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا (رفاعہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی طرف تشریف لے گئے، فرمایا: اے تاجروں کی جماعت!، جب وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجار قیامت کے دن فجار کی صورت میں لائے جائیں گے سوائے اس تاجر کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا، نیکی اور سچائی اختیار کی"

» جدید اطلاقات:

حالیہ منظر نامے میں جدید طرز معاش میں یہ اخلاقی و معاشی ادب سو فیصد قابل عمل ہے کہ صاحبِ کسب اپنے شعبہ روزگار میں امانتداری سے حصول رزق کرے اور باہمی لین دین میں ستھرا اور کھرا رہے مثال کے طور پر: آن لائن مارکیٹنگ سے وابستہ افراد لوگوں کی ذاتی معلومات کسی کو نہ بیچیں، جس کے نتیجے میں لوگوں کے مالی اکاونٹ، رابطہ نمبر یا رہائشی پتہ جیسی انتہائی نجی معلومات غیر محفوظ ہاتھوں میں جاسکتی ہیں، اسی طرح اشیاء کی جو خصائل اور تخلیقی معیار "آن لائن اسٹور" پر درج ہیں، اس کوالٹی اور معیار میں ہیرا پھیری نہ کی جائے، اسی طرح اگر کوئی فرد "ڈیٹا اینالسس" کے شعبہ سے تعلق رکھتا ہے تو ڈیٹا سے حاصل شدہ اعشاریے مکمل شفافیت اور دیانت داری کے ساتھ اپنی تحقیقی رپورٹ میں پیش کرے یعنی صرف مال کا حصول اس کا مطمح نظر نہ ہو اور صرف اس مقصد کے لیے اپنے کلائنٹ کی فرمائش کردہ رپورٹ تیار کر کے نہ دے۔ اس کے ساتھ ساتھ "فری لانسنگ" سے وابستہ افراد کو بھی یہ اخلاقی قدر یاد رکھنی چاہیے، کہ اپنی ڈیجیٹل مہارتوں میں ایسی کسی "اسکلز" کا اندراج نہ کریں جو فی الحقیقت ان کی مہارتوں میں شامل نہ ہو!

۴. دھوکہ دھی اور جھوٹ سے پرہیز:

---

10 امام ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار و تسمیۃ النبی ﷺ ایاھم، ج:۲، رقم الحدیث:۱۲۰۹، ط: مکتبۃ البشری-کراچی-۲۰۱۷

11 ایضاً، رقم الحدیث : ۱۲۱۰

روزگار ہو یا روزمرہ کے معاملات "دھوکہ دہی" اور "فراڈ" انتہائی مذموم اخلاقی رزائل میں سے ایک ہے جو کاسب کی شخصیت و کردار کو بری طرح متاثر کرتی ہے اس ایک فرد یا اس جیسے دیگر چند افراد کی وجہ سے پورا شعبہ ہی معاشرے میں ناقابلِ اعتبار بن جاتا ہے علاوہ ازیں اس کا اپنا شخصی وقار اور معاشرے کے افراد کا اس پر اعتماد جاتا رہتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ایک عدمِ اعتماد اور غیر ضروری طور پر بد اعتمادی اور سوءِ ظن کی فضاء تشکیل پاتی ہے جو یقینی طور پر کاروباری ماحول کے لیے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہوتی ہے علاوہ ازیں یہ بھی بلکل واضح بات ہے کہ جس معاشرے میں اعتماد کی فضاء نہ ہو تو اس گھٹن زدہ ماحول میں معاشی سرگرمیاں انتہائی محدود ہو کر رہ جاتی ہیں جس کا لازمی اثر ملکی معیشت پر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو نصیحت کا ذکر فرماتے ہیں:

”وَيٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ “[12]

مفہوم: ”اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو“

مذکورہ بالا آیت میں لوگوں کو ناپ تول میں کمی اور دھوکہ دہی کو "فساد فی الارض" سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسا کہ اوپر دھوکہ دہی کے معاشی سرگرمیوں پر منفی اثرات کے ضمن میں گزر چکا۔ چنانچہ حضرت ابو هریرہؓ سے مروی ایک روایت میں آتا ہے کہ: ”عن أبي هريرة: أن رسول الله مر علي صبرة طعامٍ، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللًا، فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس مني!“[13]

مفہوم: ”آنحضرت ﷺ ایک غلے کی ڈھیری پر سے گزرے، تو آپ نے اسمیں ہاتھ داخل کیا، پس آپ کی انگلیوں پر نمی لگ گئی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے غلے کے مالک یہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا، یا رسول اللہ بارش پڑ گئی تھی اس پر، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو تم نے اس (گیلے اناج) کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں؟ جو دھوکے بازی کرے وہ مجھ سے نہیں!“

» جدید اطلاقات:

صدرِ کلام میں مذکور قرآنی آیت اور حدیث مبارکہ سے یہ یہ مفہوم ہوتا ہے کہ معاشی معاملات میں دھوکہ وفریب کس قدر ضرر رساں ہو سکتا ہے، اور جدید معاشی ذرائع میں بھی یہ اسی طرح مذموم اور مضر ہے مثلاً: آن لائن کاروبار میں ایک سب سے بڑی کمزوری یہ سمجھی جاتی ہے کہ جو چیز دکھائی جارہی ہے وہ اسی معیار کے ساتھ ڈلیور نہیں ہوتی یا بعینہ وہ چیز نہیں ہوتی بلکہ اس جیسی کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ پاکستانی معیشت میں صارفین کا ای-کامرس پر عدمِ اعتماد اور اس کا ملکی معیشت میں انتہائی واجبی سا کردار اور اس کی پاکستان میں ترقی کی سست رفتاری کی بڑی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس شعبے میں دھوکہ اور فراڈ بہت زیادہ ہے۔

اسی طرح "ڈیجیٹل مارکیٹنگ ایجنسی یا فرم" سے تعلق رکھنے والے افراد صارف یا اس کی مصنوعات کی تشہیر کے لیے جعلی اور مصنوعی ذرائع استعمال نہ کریں، جھوٹے تعریفی تاثرات پر مبنی "ریویوز" یا مصنوعی ذہانت پر چلنے والے "بوٹس" جو خود کار طریقے سے "فالورز" بن کر لوگوں کی کثیر تعداد دکھاتے ہیں جس سے خریدار کو دھوکہ لگ جاتا ہے کہ اس کے اتنی بڑی تعداد میں خریدار ہیں جبکہ در حقیقت وہ حقیقی فالورز نہیں ہوتے بلکہ "بوٹس" ہوتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض مارکیٹوں میں قیمت کی گرانی کے لیے پیش کار کی جانب سے جھوٹی بولی لگانے والے افراد کھڑے کر دیے جاتے ہیں تا کہ ان کی زیادہ بولی لگانے سے دوسرے شرکاء برانگیختہ ہو کر زیادہ بولی لگائیں اور بائع اس سے اپنی مرضی کا منافع کمائے۔ اس کو فقہ کی اصطلاح میں "تناجش" کہتے ہیں جس کے متعلق حدیث مبارکہ میں واضح ممانعت آئی[14]

۵. وعدہ وفا کرنا:

اسلام کی دیگر اہم ترین اخلاقی بنیادوں میں سے ایک اور ادب "ایفاءِ وعد" ہے اور معاشی اعتبار سے بھی اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ جیسا کہ معاشی معاملات میں بہت سے لین دین کے معاملات ادھار یا صرف پر ہوتے ہیں کبھی قیمت پہلے دے دی جاتی ہیں اور چیز بعد میں ادا کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے اور کبھی آرڈر پہلے دے دیا جاتا ہے اور چیز بعد میں وصول کی جاتی ہے، اس سب میں بائع و مشتری ایک دوسرے کے قول و قرار پر اعتبار کر کے معاملہ کرتے ہیں اگر یہاں وعدہ پورا نہ کیا جائے تو بد اعتمادی کی فضاء پیدا ہونے لگتی

[12] القرآن، سورۃ ھود، آیت: ۸۵

[13] سنن الترمذي، كتاب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، رقم: ۱۳۱۵، ط: ایضاً ص: ۶

[14] الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب یاایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن، رقم: ٦٠٦٦، ط: أيضًا، ص: ۳

ہے جو کہ بلاشبہ معاشی سرگرمیوں کے لیے سم قاتل ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بھی وعدہ پورا کرنے کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے، اور یہ حدیث بھی معاملات کے قبیل ہی سے ہے جس کی وجہ سے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، آپ ﷺ کے ایک مشارک تھے عبد اللہ ابن ابی الحمساءؓ وہ فرماتے ہیں:

"بايعت النبي صلى الله عليه وسلم ببيع قبل أن يبعث، فبقيت له بقية، فوعدته أن آتيه بها في مكانه ذلك، فنسيت يومي والغد فأتيته في اليوم الثالث وهو في مكانه فقال: يافتى لقد شققت علي أنا ههنا منذ ثلاث أنتظرك"[15]

مفہوم: "میں نے آپ ﷺ کے دعوِ نبوت سے پہلے ایک بار آنحضرت ﷺ سے معاملہ کیا میرے اوپر آپ ﷺ کا کچھ مال دینا باقی رہ گیا، میں نے عرض کیا کہ میں ابھی جا کر کچھ دیر میں لے آتا ہوں اتفاق سے میں گھر جانے کے بعد اپنا پیمان بھول گیا، تیسرے روز، یاد آتے ہی فوراً وعدہ گاہ پہنچا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ اسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"یافتیٰ!لقد شققت عليّ انا ھھنا منذ ثلاث انتظرک

اے نوجوان تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں تین دن سے یہاں تمہارا منتظر کھڑا ہوں"

» جدید اطلاقات:

اوپر ذکر کردہ یہ معاشی ادب بھی آج کے دور میں بھی اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جیسے پچھلے ادوار میں تھا، جدید ذرائع معاش میں بھی وقت پر آرڈر مکمل کرنے والوں کی بڑی قدر کی جاتی ہے مثلاً: ای کامرس کے شعبے میں آن لائن اسٹور پر کسی چیز کی ڈیلوری کا کوئی متعین وقت درج کیا گیا ہے تو بائع کے لیے ضروری ہے کہ اس مقررہ میعاد کے اندر اندر چیز کا مشتری تک پہنچنا یقینی بنائے، علاوہ ازیں ڈیولپمنگ کے شعبے سے وابستہ افراد وعدے کے مطابق سائٹ کو مکمل کر کے اور اس کے جملہ حقوق کلائنٹ کو منتقل کرنے کے پابند ہیں، اسی طرح سافٹ ویئر یا ایپلیکیشن کو حسبِ معاہدہ تشکیل دینا بھی خدمات پیش کرنے والوں کی شعبہ جاتی ذمہ داری ہے۔ پاکستانی فری لانسرز بین الاقومی سطح پر ڈیجیٹل خدمات میں اس وجہ سے بھی پیچھے رہ گئے ہیں کہ ہمارے ڈویلپر حضرات وعدہ شکنی کو کوئی پیشہ ورانہ عیب ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ اس میدان میں باقاعدہ ایک بری شہرت کا باعث ہے، اسی طرح ملکی برآمدی مصنوعات کے آرڈرز کی روزبروز گراوٹ کی بڑی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے۔

۶۔ فحاشی، عریانی اور حیا باختگی سے احتراز:

پاکیزگی اور حیا اسلام کی بنیادی قدروں میں سے ایک ہے، اور ایسا پیشہ جو انسان کے ضمیر سے حیامندی ختم کردے اور معاشرے میں اخلاقی گراوٹ کا موجب ہو ہر گز قابل قبول نہیں، نیز ایسے لوگوں کے متعلق جو معاشرے میں اخلاقی برائیوں کے فروغ کو طور پیشہ ہی اختیار کر لیتے ہیں شدید مزمت وارد ہوئی ہے ان لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزواً اولئك لهم عذاب مهين"

مفہوم: "اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو باطل قسم کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بغیر علم کے، اور اسے (اللہ کے راستے کو) مذاق بناتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے"[16]

اس آیت کی تفصیل میں "معارف القرآن" میں خاصی تفصیل منقول ہے خلاصہ اس کا یہ ہے: "صحابہ و تابعین اور جمہور مفسرین کے نزدیک لہو الحدیث عام ہے یعنی یہ ان تمام چیزوں کا احاطہ کرتا ہے جو انسان کو اللہ کی عبادت اور یاد سے غفلت میں ڈال دے، اس میں گانا باجا، مزامیر بھی داخل ہے اور بے ہودہ قصے کہانیاں بھی۔ امام بخاری نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن بیہقی میں لہو الحدیث کی تفسیر میں یہی قول اختیار کیا ہے۔ اس میں فرمایا ہے کہ: لہو الحدیث ھو الغناء واشباھہ، یعنی لہو الحدیث سے مراد گانا اور اس کے مشابہ دوسری چیزیں ہیں (یعنی جو اللہ کی عبادت سے غافل کر دیں) اور سنن بیہقی میں ہے کہ اشتراء لہو الحدیث سے مراد گانے بجانے والے

---

[15] سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في العدة، رقم: ۴۹۹۶،ط: مکتبۃ البشری۔کراچی۔ ۲۰۱۷

[16] القرآن، سورۃ لقمان، آیت :۶

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

مرد یا عورت کو خریدنا یا اس کے امثال ایسی بے ہودہ چیزوں کو خریدنا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کریں۔ ابن جریر نے بھی اسی عام معنی کو اختیار فرمایا ہے (روح ملخصًا) اور ترمذی کی ایک روایت سے بھی یہی عموم ثابت ہوتا ہے جس میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت نہ کرو، اور پھر فرمایا: "فی مثل ہذا انزلت ہذہ الاٰیۃ: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ الی آخرہ"[17]

**» جدید اطلاقات:**

اس اہم ترین معاشرتی ادب کی بات کریں تو آج کے دور میں سب سے زیادہ اخلاق باختگی اور بے حیائی کا سامان، مغربی معاشروں سے ہمارے معاشرے میں سرائیت ہوتا ہے اور چونکہ عالمی سطح پر مسلط "سرمایہ دارانہ نظام" مغرب ہی کا پیشہ کردہ ہے چنانچہ ان کی معاشرتی گراوٹ، ان کے معاشی نظام کے ذریعے دیگر اقوام پر بھی بھرپور طریقے سے اثر انداز ہو رہی ہے، بلکہ "عریانیت اور اخلاق باختگی" تو ان کے یہاں باقاعدہ "انڈسٹری" اور کمائی کے بڑے ذرائع میں سے ایک کی صورت اختیار کر چکی ہے جس کے ذریعہ کروڑھا ارب ڈالر سالانہ سرمایہ کی پیدائش کی جاتی ہے، بہر حال اسلام ایسے کسی بھی کاروبار کی اجازت نہیں دیتا جو معاشرے میں براہ راست بے حیائی اور بے ہودگی کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً: ایسی ویب سائٹس کی ڈیولپمنگ کے لیے خدمات پیش کرنا جن کے ذریعے (یقینی طور پر) "شراب یا حرام اجزاء" کی خرید و فروخت کی جائے، گانوں، فلموں یا فحش مواد کی تشہیر سے متعلق کاروبار، مخرب الاخلاق گیمز بنا کر دینا یا ان کی گرافکس ڈیزائننگ کرنا، بے ہودہ لباس کی تشہیر کے لیے "آن لائن-مارکیٹنگ" کرنا، یا کونٹنٹ کریئیشن کے نام پر بے ہودگی پھیلانا اور اس پر ویوز کے ذریعہ سرمایہ حاصل کرنا یہ تمام تر جدید ذرائع اس آیت اور اس سے متعلق روایات کے جدید اطلاقات کا عملی مصداق ہیں۔

۷. سود اور جوے پر مبنی کاروبار سے پرہیز:

ربا پر مبنی کاروبار، سٹہ بازی یا اس سے ملتے جلتے ذرائع معاش کو بھی اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور معیشت کی ادنی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی یہ جانتا ہے کہ سود معاشی ترقی کے لیے انتہائی مضر اثرات کا باعث بنتا ہے۔ اسلام کے اساسی معاشی اصولوں میں "گردش و تقسیمِ دولت کا درست انتظام" بھی ہے اور سود کا اولین نقصان ہی اس نظم کا متاثر ہونا ہے، اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ"[18]

مفہوم: "اے ایمان والو! اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ پھر اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے لڑائی کے لیے تیار رہو اور اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے اپنا اصل مال لینا جائز ہے۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو"

گویا کہ سود کی حرمت کا حکم آجانے کے بعد بھی سودی لین کرنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ براہ راست تصادم کا مرتکب قرار دیا گیا۔

اسی طرح "جوا اور قمار" کو ناپاکی اور شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے:

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ"[19]

مفہوم: "اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو"

---

17 مفتی شفیع عثمانیؒ، تفسیر معارف القرآن، ج:۷، سوۃ لقمان، آیت : ٦، مکتبۃ المعارف – کراچی – پاکستان

18 القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۹

19 القرآن، سورۃ المائدہ، آیت :۹۰

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



» جدید اطلاقات:

جدید دور میں عالمی معیشت جس طرح سرمایہ دارانہ نظام کے زیر اثر کام کرتی ہے اس میں سود پر مبنی کاروبار، سودی بینکاری نیز سودی قرضے ہی درحقیقت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ب کہ یہ نظام سود کے بغیر چل ہی نہیں سکتا اسی لیے، دنیا کی معیشت پر مغربی تسلط قائم رکھنے کے لیے جدید معاشی ذرائع میں بھی ایسے کاروبار متعارف کروائے گئے ہیں جن کا دارومدار خالصتاً سودی لین دین پر ہے، مثلاً: بینک سے سود پر گھر خریدنا، گاڑی خریدنا یا کاروباری قرضے لینا۔

دوسری طرف "قمار اور جوے" کی نت نئی شکلیں نام بدل بدل کر متعارف کروائی جاتی ہیں جو اپنی بنیادی علت یعنی "قمار اور "خطر" کی وجہ سے ان آیات کا مصداق ہیں مثلاً بیٹنگ (جوے) ویب سائٹ کا چلن بہت عام ہوتا جارہا ہے خاص طور پر عالمی کھیلوں کے مقابلوں کے دوران کھلاڑیوں کے لباس پر باقاعدہ ان کے اشتہارات چھاپے جاتے ہیں، علاوہ ازیں بے شمار ایسی گیمنگ ایپس ہیں جو کھیل کے نام پر "جوے" کی ترویج کررہی ہیں، بعض ایسی برائے نام ایپس ہیں جو "آسان قرضوں" کے عنوان سے سودی قرضے فراہم کرتی ہیں اور صارفین ان کے فریب میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔

۸. افراط و تفریط اور لالچ سے احتراز:

اسلام کی ودیعت کردہ ایک اور نہایت پر اثر معاشرتی خلق "اعتدال" اور "قناعت پسندی یا کفایت شعاری" ہے۔ دین اسلام بلاشبہ مذاہبِ عالم میں سے وہ واحد دین ہے جو ہر اعتبار سے "معتدل" مذہب ہے اور جس کی تعلیمات انسانی فطرت سے قریب تر بلکہ عین فطرت ہیں، لہذا ایک پر سکون معاشرتی زندگی کے لیے معاشرے کے افراد کا قناعت پسند، کفایت شعار اور لالچ سے مجتنب ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اس اخلاقی قدر کو بارہا معاشی پیرائے میں بھی موضوعِ سخن بنایا گیا ہے:

"وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ ٱلۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُومًا مَّحۡسُورًا"[20]

مفہوم: "اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ پورا کھول دو کہ پھر ملامت میں، حسرت میں بیٹھے رہ جاو۔ بے شک تمہارا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھول دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھنے والا، دیکھنے والا ہے"

ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عباد الرحمٰن کہہ کر ان کی مخصوص صفات میں اس معتدل رویے کا ذکر فرماتے ہیں: "وَٱلَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمۡ يُسۡرِفُواْ وَلَمۡ يَقۡتُرُواْ وَكَانَ بَيۡنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا"[21]

مفہوم: "اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں"

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ: "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ"[22]

مفہوم: "سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میانہ روی سے چلنے والا کبھی محتاج اور تنگدست نہیں ہوتا"

» جدید اطلاقات:

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں اعتدال اور کفایت شعاری کس قدر اہم وصف ہے، آج کے اس مادیت پسندی کے دور میں "کاسِب" کی شخصیت میں اس وصف کا بدرجہ اتم ہونا ضروری ہے ورنہ ہمیشہ بے سکونی اور حسد یا ناشکری جیسے اخلاقی رذائل میں مبتلا رہے گا۔ جبکہ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی گئی ہے کہ معاشرے کی جو شئے بھی دولت کا ذریعہ بن سکتی ہو اس کے ذریعے دولت پیدا کی جائے چاہے گھر کی مائیں بہنیں ہوں، اپنی شریکِ حیات ہو، چھوٹے معصوم بچے ہوں یا بوڑھے کمزور اخری عمر کو پہنچے ہوئے دادا، دادی، نانا، نانی ہوں، "کانٹنٹ کریئیشن" اور "ویوز" کی دوڑ میں انسانیت کہیں بہت پیچھے رہ گئی ہے۔

---

20 القرآن، سورۃ الاسراء، آیت: ۲۹

21 القرآن، سورۃ الفرقان، آیت: ٦٧

22 امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مسندِ عبداللہ بن مسعودؓ، رقم الحدیث: ۴۲۶۹، ط: مکتبہ رحمانیہ – کراچی – ۲۰۰۸

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT


اسی طرح بائننس، بٹ کوائن یا کرپٹو جیسی غیر مرئی کرنسی کی چمک دمک نے اور اس کی دن دوگنی رات چگنی ترقی نے بھی لوگوں کو لالچ اور ہوس کے گرداب میں دھکیل دیا ہے دوسری طرف آن لائن ٹریڈنگ نے گویا صارفین کو "اسکرین کا اسیر" بنا کر رکھ دیا ہے صبح، شام چوبیس گھنٹے بلا تفریق اسکرین کے ساتھ قید ہیں جو کہ بلاشبہ معاشرتی زندگی کو منجمد کرنے اور افراط و تفریط کا عملی نمونہ ہے۔

۹. وقت کی پابندی:

پابندی اوقات پیشہ ور اور ماہرین فن افراد کے نہایت قابلِ قدر اور قیمتی اوصاف میں سے ایک ہے جو کہ خاص طور پر وطنِ عزیز میں بہت زیادہ نظر انداز کیا جاتا ہے، اور گویا اس کو کوئی عیب ہی نہیں سمجھا جاتا یہ ہمارے معاشرے کی ایک بڑی کمزوری ہے جو کہ معاشی سرگرمیوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور عالمی سطح پر بھی ہمارے یہاں کے "آن لائن ڈیجیٹل" خدمات پیش کرنے والوں کے منفی تاثر کی بنیادی وجہ ہے۔ آج کے اس برق رفتار دور میں سب سے زیادہ قدر اس شخص کی ہے جو وقت کی قدر کو پہچانتا ہے، سنجیدہ معاشروں میں بھی اس وصف کے حامل شخص کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

جو دین ہر قدم پر نظام الاوقات کی تعلیم دیتا ہو اس کے معاملات میں وقت کی اہمیت کیسے نظر انداز کی جاسکتی ہے۔ ایک مسلمان کی تو چوبیس گھنٹے کی زندگی نظام الاوقات کی پابندی کرتے ہوئے گزرتی ہے دن میں پانچ مرتبہ نماز کے لیے وقت مقررہ پر مسجد میں حاضری، وقت پر سونا، وقت پر اٹھنا، روزے کی ابتداء وانتہاء، مکروہ اوقات کا خیال یہ ساری تعلیمات اسلام میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں اسی لیے جب جب اسلام اس زاویے سے کسبِ معاش کو موضوعِ سخن بناتا ہے تو وقت کی اہمیت اور قدر کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

"عن عبداللہ ابن مسعودؓ قال: اني لاكره ان ارى الرجل فارغا لا في امر دنياه ولا في امر آخرته"[23]

مفہوم: "میں اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں کہ کسی شخص کو بلکل فارغ دیکھوں کہ نہ دنیا کے کسی کام میں، نہ اپنی آخرت کے کسی کام میں"

» جدید اطلاقات:

اس وصف کی اہمیت آج کے جدید دور میں اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ جب لمحہ بہ لمحہ صورتحال بدلتی ہے چاہے وہ جدید طبی معاملات ہوں یا آن لائن کاروبار وقت پر کام کو مکمل کرنا اور نتائج دینا بہر صورت پیشہ ورانہ سنجیدگی اور مہارت کو ظاہر کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی، منفی تاثرات قائم کرتی ہے۔ اسی طرح اداروں میں ملازمت کرنے والوں کے لیے بھی اجرتی معاہدے میں طے کیے گئے وقت کی پابندی کرنا شرعی طور پر لازم ہے، نیز آن لائن ذرائع مواصلات کی ایپلیکیشن کو بطور "کاسب / ڈرائیور" استعمال کرنے والوں کے لیے بھی وقت کی پابندی کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔

۱۰. ظلم اور ناانصافی سے احتراز:

ظلم اور ناانصافی کسی بھی معاشرے کے لیے ناسور بن جاتا ہے اگر اس کا بروقت ازالہ نہ کیا جائے، معاشرتی عدم مساوات اور امتیازی رویے کسی بھی معاشرے کے سکون کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں اور اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، افراد میں بے چینی اور اضطراب کی فضا پیدا ہو جاتی ہے جو معاشی سرگرمیاں تو درکنار کسی بھی مثبت سرگرمی کو پروان نہیں چڑھنے دیتی۔ اسی لیے اسلام نے "حقوق العباد" پر بے انتہاء زور دیا ہے اور واضح طور پر یہ تعلیمات موجود ہیں کہ حقوق العباد میں کوتاہی کرنے والا شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جب تک کہ بندے خود اپنا حق معاف نہ کر دیں یا اس کی نیکیوں کو بطور بدلہ ان کے نامہ اعمال میں منتقل نہ کر دیا جائے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

---

[23] ابن ابی شیبہ، المصنف، جلد :۸، قم الحدیث: ۳۹۰، ط: دار قرطبہ – بیروت - ۲۰۰۷

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ ؟" قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا، فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ“[24]

مفہوم:

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: ”کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟“ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے یہاں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار اور ضروری سامان زندگی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہماری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن روزہ، نماز اور زکوۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پہ تہمت باندھی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، اور کسی کو مارا ہو گا، پھر اسے سب کے سامنے بٹھایا جائے گا اور بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کے ظلموں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر رکھ دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا“

» جدید اطلاقات:

موجودہ دور کے جدید ذرائع معاش میں بھی اس معاشی و معاشرتی قدر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اکثر اوقات بعض کلائنٹس چھوٹے فری لانسرز سے بڑے بڑے کام کرواتے ہیں اور پھر بلا جواز ان کی اجرت روکے رکھتے ہیں، یا بعض لوگ محض شرارت کی غرض سے آرڈر کرتے ہیں اور ڈیلیوری کے ٹائم پر لینے سے انکار کر دیتے ہیں یہ سب ظلم کے زمرے میں آتا ہے جو کہ شرعاً، اخلاقاً، قانوناً غرض ہر اعتبار سے غلط ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

"الظلم ظلمات یوم القیامہ یعنی ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا"[25]

خلاصہ کلام:

مذکورہ بالا شواہد اور استشہادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دین اسلام رہتی دنیا تک کہ انسانوں کے لیے راہ نما اور منبع رشد و ہدایت ہے اور ہر دور میں پیش آمدہ انسانی مسائل کے لیے اس میں کوئی نہ کوئی حل اور راہ نمائی ضرور موجود ہوتی ہے، بس بعض اوقات نئے مسائل کی تحقیق اور اس کی فروعات کی بے غبار تشریح کے لیے وقت درکار ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق میں بھی جدید ذرائع معاش کے تناظر میں اسلامی نظامِ معیشت اور معاشرتی قدروں کے امتزاج کو موضوع سخن بنایا گیا جس میں اسلام کی معاشی اور معاشرتی اقدار کو خاص طور پر ذکر کیا گیا کہ جن پر ہر دور کی معاشی خوشحالی اور معاشرتی سکون کا انحصار ہوتا ہے نیز ان کو پس پشت ڈال دینے سے نا صرف معاشی اعتبار سے عدم توازن اور بے برکتی اور بے سکونی بڑھتی ہے بلکہ معاشرے کی من جملہ صورتحال بھی متاثر ہوتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں آپسی چپقلش، باہمی بد اعتمادی اور بے سکونی بڑھتی ہے۔

## کتابیات


۱. القرآن

۲. امام بخاری، محمد ابن اسمعیل، صحیح بخاری، ط: مکتبۃ البشری-پاکستان، ۲۰۱۷

۳. امام ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، ط: مکتبۃ البشری-پاکستان، ۲۰۱۷.

۴. امام ابو داؤد، سلیمان ابن الاشعث السجستانی، سنن ابو داؤد، ط: مکتبۃ البشری-پاکستان، ۲۰۱۷

۵. امام احمد بن حنبل، احمد ابن عبد اللہ ابن الشیبانی، مسند احمد، ط: مکتبہ رحمانیہ-پاکستان، ۲۰۰۸


24 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی شان الحساب و القصاص، رقم الحدیث : ۲۴۱۸، ط: ایضاً ص: ۴

25 امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب المظالم و الغصب، رقم الحدیث: ۲۴۴۷، ط:۳

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



٦. ابنِ ابی شیبہ، محمد بن عبد اللہ، المصنف لابنِ ابي شیبہ، دار قرطبہ، بیروت—لبنان، ۲۰۰۷

۷. حافظ منذری، ذکی الدین بن عبد الحفیظ المنذری، الترغیب والترھیب، ط: دار الکتب العلمیۃ—بیروت، ۱۹۹۶

۸. خطیب تبریزي، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، ط: مکتبۃ البشری—2015

۹. مفتی شفیع عثمانیؒ، تفسیر معارف القرآن، مکتبۃ المعارف—کراچی—پاکستان—2012